خاموش رہو

از قلم: عمارہ عابد

اس دنیا میں اگر زندگی گزارنے آئے ہیں تو پھر خاموش رہ کر جینا چاہیے کیونکہ آواز بلند کرنے والے کو مرنا ہی پڑے گا۔اس لیے خاموشی میں ہی عافیت ہے اور بے حسی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی کامیاب سیڑھی ہے۔بنا تمہید باندھے میں بالکل صاف اور سیدھے انداز میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتی ہوں جس پر بات کرنے کے لیے میرے قلم نے میرا ساتھ دیا ہے۔پنجاب کالج پاکستان کے ان نامور کالجوں کا سردار ہے جہاں تعلیم حاصل کرنا ہر دوسرے انسان کا خواب بنتا جا رہا ہے۔ جس نے اس کالج کی فیس ادا کرلی تو اس نے ایک بہت بڑا معرکہ فتح کرلیا۔ سکول سے نکل کر نئی زندگی کے لیے ڈھیروں خواب لیے مناہل فرسٹ ائیر میں داخلہ لیتی ہے مگر اسے کیا معلوم تھا کہ درندے صرف شب کے اندھیرے میں ہی نہیں نکلتے بلکہ ان تعلیمی درسگاہوں میں بھی اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔کالج کے تہہ خانے (بیسمنٹ) میں ایک لڑکی کو چوکیدار اور ڈرائیور زیادتی کا

نشانہ بناتے ہیں اور کسی کو کانوں کان اس بات کی بھنک نہیں پڑتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہر کیمرے کی فوٹیج بھی غائب کر دی جاتی ہے یعنی قاتل اپنے تمام ثبوتوں کو جڑ سے ہی مٹا دیتا ہے۔ایک معصوم سی لڑکی تقریباً سترہ برس کی ہو گی اور وہ کچھ درندوں کی ہوس کی بھینٹ چڑھ گئی۔کس قدر وحشی درندے ہیں؟ جنہیں اس پھول پر بالکل بھی رحم نہیں آیا۔جب ان انسان نما شیطانوں نے اسے دبوچا ہو گا تو کس خوف سے وہ گزری ہو گی؟خوف بالکل عزت کا خوف، پاک دامنی کا خوف، ہر وہ خوف جو اس کے مستقبل کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ہوس کے پجاریوں نے نہ سوچا کہ کل کو ان کی بہن، بیٹی بھی ایسے ہی کسی سکول، کالج میں آئے گی اور ان کے جیسے ہی درندے اس کی عزت نوچیں گے یعنی ہر بار بنت حوا ہی عزت کے نام پر داغ دار ہو گی۔وہ مناہل تو چند لمحے اس اذیت میں سانس بھی نہ لے پائی اور اپنے آخری سفر کو روانہ ہوئی۔جب یہ خبر کالج تک پہنچتی ہے بلکہ میں یہاں کہنا چاہتی ہوں کہ خبر کسی کے ذریعے سے کیا پہنچی تھی۔انہیں تو ہر بات کا علم تھا ورنہ ایسے ہی تو سب نشان ختم نہیں ہوتے ہیں۔انہوں نے اس معاملے کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی حالانکہ انہیں تو بچی کا ساتھ دینا چاہیے تھے۔وہ ایک

بڑی قیمت ادا کر کے ان کے کالج میں آئی تھی۔ قیمت بالکل عزت کی قیمت جو چند لمحوں میں ہی داغ دار ہو گئی اور کچھ بھی اس کے پاس نہ بچا۔ اپنی بچی کے وجود کو دیکھ کر ان والدین پر کیا گزری ہو گی؟ اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اس تمام حادثے کے بعد دوسرا صفحہ شروع ہوتا ہے۔ اس ورق میں وہ تمام لڑکیاں اور لڑکے جو اسی کالج کے ہیں۔ وہ اپنی ساتھی طلباء کو انصاف دلوانے کے لیے نکلتے ہیں۔ انصاف یہ انصاف بہت قیمتی خزانہ ہے اور یہ خزانہ اس وطن عزیز میں کب ملتا ہے؟ ان تمام طلباء و طالبات نے احتجاج شروع کیا۔ تو ان کو روکنے کے لیے کالج کی انتظامیہ نے اپنا ہر حربہ استعمال کیا۔ بے حس انتظامیہ کے ساتھ ساتھ محترم اساتذہ کرام جو معاشرے کو سنوارنے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ بچوں کا ساتھ دینے کی بجائے انہیں کالج سے نکالنے کی دھمکیاں دیتے ہیں، ان کے والدین کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے، انہیں کمروں میں بند کرتے ہیں تاکہ کسی طرح انصاف کی یہ جنگ تھم جائے۔ جب کہیں بھی کام بنتا نہیں دکھائی دیا تو طلباء و طالبات پر لاٹھی چارج کیا جاتا ہے اور اس قدر برا تشدد کہ جانے کتنے ہی لڑکے، لڑکیوں کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ اس سارے معاملے میں پولیس کا ناروا سلوک بھی دیکھنے کو ملا۔

کیاان کے بیٹے، بیٹیاں اسی عمر کے نہیں ہوں گے؟ جتنی بے رحمی سے ان کو مارا، پیٹا جارہا ہے۔ ہمارے نام نہاد ڈی-ایس-پی صاحب صاف الفاظ میں لڑکیوں کو دھمکی دیتے ہیں کہ وہ گھر چلی جائیں ورنہ یہاں نیا واقعہ ہو جائے گا۔ مطلب کچھ بھی کیا یہاں حلوہ بک رہا ہے؟ کہ جب بھی کسی کا دل کرے تو لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا ڈالے۔ ڈی-ایس-پی صاحب کا اشارہ ان لڑکیوں کے ساتھ موجود لڑکوں کی طرف تھا؛ جو مناہل کے لیے احتجاج کر رہے تھے۔ مناہل ان میں سے کسی کی بہن یا بیٹی نہیں تھی بلکہ وہ قوم کی بیٹی تھی اور اسی لیے وہ سب اس کے حق میں آواز بلند کر رہے تھے۔ ان لڑکوں کو مرد کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ کسی کے لیے انصاف مانگ رہے ہیں اور جس نے درندگی کی؛ وہ تو کسی طور مرد نہیں تھا۔ مرد عزتوں کی حفاظت کرتے ہیں، حق کے لیے آواز بلند کرتے ہیں یوں کھلے عام دھمکیاں دینے والے اور عزتیں لوٹنے والے ان مردوں کی صف میں بالکل بھی شامل نہیں ہوتے ہیں۔ کالج پرنسپل بھی ایک عورت ہی ہے اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ مناہل کو قصوروار اور باقیوں کو نیک ثابت کرنے لگی ہوئی ہے۔ ارے تم لوگ لباس کی بات کرتے ہو، وہ تو اس وقت تمہارے ہی کالج کی وردی میں ملبوس

تھی۔ تم بات کرتے ہو کہ جب ایسے ویسے کپڑے پہنیں گی تو دل میں لالچ آئے گی۔ خدا کا خوف کرو جوان کے ساتھ پڑھتے ہیں، ان کے دلوں میں ایسا کیوں کچھ نہیں آیا؟ وہ کیوں اس کے لیے انصاف مانگ رہے ہیں؟ ہماری حکومت بھی تو اس سارے معاملے میں خاموشی کی مورت بنی ہوئی ہے۔ اتار دو اب تو بے حسی کا لبادہ آخر کب تک بیٹیوں کی عزتیں تباہ کرواتے رہو گے؟ کب تک یہ سب دیکھ کر سکون سے زندگی جیتے رہو گے؟ انصاف مانگنے والے کو کب انصاف دو گے؟ کیوں ایسے درندوں کو جو مرد ذات کے نام پر دھبہ ہیں انہیں سزائے موت نہیں دو گے؟ اس اسلامی ملک میں کوئی تو کام اسلام کے مطابق کر لو ورنہ بروز محشر سوائے رسوائی کے کچھ نہیں ملے گا۔

یہ ملک میں کیسا کہرام برپا ہے؟
تمہیں نہیں معلوم اک پھول لٹا ہے؟
کس نے وہ پھول تباہ کیا ہے؟
ابن آدم کا لبادہ اوڑھے کچھ درندے ہیں

جو اپنی ہوس میں اندھے ہوئے ہیں

کیا کوئی آواز بلند کرے گا؟

ہاں ابن آدم اور بنت حوا سراپائے احتجاج ہیں

کیا انہیں انصاف ملے گا؟

انصاف کب کسی کو ملا ہے؟

یہاں ہر شے بکتی ہے

کاغذ کے ٹکڑوں کو سجدہ کرتے ہیں

جو آواز اٹھائے گا، اسے مرنا ہی ہوگا

زندہ رہنے کے لیے خاموش رہو

بے حس بن کر زندگی جیو

اسلام علیکم !.

اگر آپ بھی لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اسے دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں تو ہم فراہم کررہے ہیں آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم جو آپ کے لکھی ہوئی پوسٹ کو دنیا تک پہنچائیں گا۔

اپنا ناول، ناولٹ، آرٹیکل، افسانہ، شاعری یا کچھ بھی لکھا ہو پبلش کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ہم سے رابطہ کریں۔

Mklibrary13@gmail.com

اس کے علاوہ آپ ہمارے انسٹا گرام اور واٹس ایپ پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

What's up Number: +92-3144810202

Instagram:mklibrary.official